ماتمِ خاتونِ جنت ہے بپا افلاک پر
شبّر و شبیرؑ بیٹھے رو رہے ہیں خاک پر
دیکھ کر یہ حال شاہِؐ انبیاء رونے لگے

شاہزادی جا رہی ہیں سب کو روتا چھوڑ کر
زینبؑ و کلثومؑ کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر
یہ قیامت دیکھ کر اہلِ عزا رونے لگے

لاشِ مادر کے سرہانے روکے زینبؑ نے کہا
صدمۂ فرقت ہمیں دے کر ہوئیں اماں جدا
سب ملائک سن کے زینبؑ کی بکا رونے لگے

پھٹ گیا رنج و الم سے شیرِ داور کا جگر
جب پڑی مولاؑ علیؑ کی ضربِ پہلو پر نظر
دیکھ کر ظلم و ستم کی انتہا رونے لگے

ظلم بعد مرگ یہ بنتِ پیمبرؐ پر کیا
پاس پیغمبرؐ کے بی بی کو نہ دفنانے دیا
اس ستم پر وارثانِ سیدہؑ رونے لگے

خون آنکھوں سے بہایا شاہِ خیبر گیر نے
چاک دامن کرلیے ہیں شبّرؑ و شبیرؑ نے
ماں کے غم میں جانِ محبوبِ خدا رونے لگے

اے علیؑ بچوں کو میرے روز لانا قبر پر
مجھ سے بچوں کو مرے لاکر ملانا قبر پر
سن کے زہراؑ کا سخن عقدہ کشا رونے لگے

یادِ زہراؑ میں لکھا نوحہ جو رو رو کر ریاضؔ
تر ہوئی اشکِ غمِ زہراؑ سے صفدرؔ کی بیاض
سن کے یہ نوحہ ملک اور انبیاء رونے لگے

حسنین الوداع

شاعر: مولانا شبیہ الرضا زیدی الحسینی صارمؔ

جس دن جناب زہرؑا نے دنیا سے کی قضا
بیدار نیند سے ہوئیں کرتی ہوئی بکا
کہنے لگیں کہ خواب میں دیکھا یہ ماجرا
لپٹا کے میرے بابا نے سینے سے یہ کہا
مرنے کے بعد میرے جو تجھ پر ستم ہوا
تیری مصیبتوں کا زمانہ گذر گیا
دے گا جزائے خیر تجھے ربِّ دوسرا
خلدِ بریں سے لینے تجھے میں خود آگیا
اس وقت سیدہ کی زباں پر تھی یہ صدا
حسنینؑ الوداع مرے حسنینؑ الوداع
رکھنا خیال زینبؑ و کلثوم کا سدا
حسنینؑ الوداع مرے حسنینؑ الوداع

امت نے جو پہاڑ مصیبت کے ڈھائے ہیں
بابا کے بعد میں نے جو صدمے اٹھائے ہیں
شکوہ کروں گی ان کا میں اب پیشِ کبریا

پہلو مرا شکستہ ہے میں دل ملول ہوں
ایسی مصیبتوں میں بھلا کیسے میں جیوں
فرقت میں مری صبر تمہیں دے مرا خدا

میں کس طرح سے اپنے مصائب کروں بیاں
باندھی گئی علیؑ کے گلے میں بھی ریسماں
میراث مجھ سے چھینی گئی وا مصیبتا

در کو جلا کے مجھ پہ گرایا لعین نے
درّہ بھی میرے بازو پہ مارا لعین نے
محسنؑ بھی ہائے میرا قتیلِ جفا ہوا

سرتاج سے پھر اپنے وصیت بیان کی
رکھنا خیال میرے پیاروں کا یاعلیؑ
ہرگز نہ ان کو خود سے کبھی کیجیو جدا

تم مجھ کو دفن شب کے اندھیرے میں کیجیو
غیروں کو مرے مردے پہ نہ آنے دیجیو
خود ہی مرا جنازہ لحد میں اُتارنا

بچے جو میری لاش پہ روئیں تو یا علیؑ
صدمے سے اپنی جان جو کھوئیں تو یا علیؑ
شفقت کے ساتھ مجھ سے انہیں کیجیو جدا

رو کر کہا علیؑ نے کہ اے بنتِ مصطفیٰؐ
تیری جدائی شاق ہے مجھ پر خدا گواہ
دکھ درد بعد آپ کے کس کو سناؤں گا

بچوں سے اپنے فاطمہؑ زہرا نے پھر کہا
روضے پہ نانا جان کے جاکر کرو دعا
کرنا بیان ماں کے بھی اس حالِ زار کا

بچے سلام کرنے کو پہنچے جو نہی وہاں
قبرِ رسولؐ سے یہ صدا آئی ناگہاں
سایہ تمہاری ماں کا سروں پر سے اٹھ گیا

بابا کو رونے والی جہاں سے گزر گئی
صارمؔ وہاں قیامت صغریٰ بپا ہوئی
بچوں کا حالِ زار بیاں سے ہے ماورا

یا ابن الزہراؑ یا ابن الزہراؑ

شاعر: قمر حسنین

تھی ذہن میں جس کے کرب و بلا یا مہدی (عج) لو اس کا پرسہ
وہ جس سے فدک بھی چھینا گیا یا مہدی (عج) لو اس کا پرسہ
دل بھر کے جسے رونے نہ دیا یا مہدی (عج) لو اس کا پرسہ
جلتا ہوا در تھا جس پہ گرا یا مہدی (عج) لو اس کا پرسہ

مولاؑ وہ مصیبت کیسی تھی حیدرؑ کے گلے میں رسی تھی
کس کرب سے آپکی دادی نے دربار کی مشکل دیکھی تھی
وہ جس کو اپنا حق نہ ملا یا مہدی (عج) لو اس کا پرسہ

جو کرب و بلا کو پہلے سے سینے سے لگائے رکھتی تھیں
دَر جس پہ گرا تھا وہ پہلو حیدرؑ سے چھپائے رکھتی تھیں
وہ جس کو علیؑ نے غسل دیا یا مہدی (عج) لو اس کا پرسہ

وہ نسلِ یزیدی تھی جس نے اس مرقد کو پامال کیا
یہ نورِ پیمبرؐ کی ہے لحد جلتا نہیں اس پر کوئی دِیا
وہ جس کی لحد ہے بے سایا یا مہدی (عج) لو اس کا پرسہ

گردن پر خنجر جس کی چلا تھا کتنے پہر کا وہ پیاسا
تپتے ہوئے صحرا میں دیکھا بے گور و کفن تھا اک لاشہ
پامال ہوا جس کا بیٹا یامہدی(عج) لو اس کا پرسہ

دیتے ہیں ہمیشہ اہلِ عزا اکبرؑ کا پرسہ بی بیؑ کو
عباسؑ کا پرسہ دیتے ہیں اصغرؑ کا پرسہ بی بیؑ کو
جس کو دیتے ہیں ہم پُرسہ یامہدی(عج) لو اس کا پرسہ

ہر شام کا بدلہ لینا ہے ہر دن کا بدلہ لینا ہے
جب غیبت کا پردہ اٹھے محسنؑ کا بدلہ لینا ہے
محسنؑ نہ رہا جس کا زندہ یامہدی(عج) لو اس کا پرسہ

پہلوئے شکستہ مظلومہ دنیا سے آج گزرتی ہیں
ہر فرشِ عزا پر اب بھی قمؔر رومال میں آنسو بھرتی ہیں
ہم اہلِ عزا ہیں جس کی دُعا یامہدی(عج) لو اس کا پرسہ

نوحہ جات سال 2010

علیؑ علیؑ علیؑ مولا علیؑ

شاعر: سرفراز ابدؔ

علیؑ علیؑ علیؑ مولا علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ مولا علیؑ
اے وارثِ حیدرؑ آجاؤ لہراؤ لوائے
مولا علیؑ
یہ کیسی قیامت ٹوٹ پڑی ، مولا علیؑ
مولا علیؑ
اسلام پہ ہے مشکل کی گھڑی، مولا علیؑ
مولا علیؑ
ہے ظلم و ستم کی دھوپ کڑی، مولا علیؑ
مولا علیؑ
امداد کو آؤ مولا علیؑ، مولا علیؑ
مولا علیؑ
اے وارثِ حیدرؑ آجاؤ ، لہراؤ لوائے مولا علیؑ

دنیا میں قیامت برپا ہے امداد کو آؤ مولا علیؑ
اب ظلم و ستم کے پنجوں سے مومن کو چھڑاؤ مولا علیؑ
اسلام پڑا ہے خطرے میں اسلام بچاؤ مولا علیؑ
ہے کون ہمارا مولا علیؑ، مولا علیؑ
تو سب کا سہارا مولا علیؑ، مولا علیؑ
ہر دل میں بسا ہے مولا علیؑ، مولا علیؑ

بازار لگے ہیں دہشت کے اور خون کے دریا بہتے ہیں
ہم لوگ ظہورِ حجتؑ پر آنکھوں کو لگائے رہتے ہیں
اک حشر کا منظر غیبت کے پردے میں چھپائے بیٹھے ہیں
ایک روز تو ان کو آنا ہے، مولا علیؑ
اس دنیا کو بتلانا ہے، مولا علیؑ
جاہ و جلال و غیضِ علیؑ، مولا علیؑ

اس ظلم و ستم کی دنیا میں پھر دورِ عدالت آئے گا
پھر ہوگا نظام عدل یہاں غازیؑ کا علم لہرائے گا
شبیرؑ کے ماتم داروں کو اس وقت سکوں مل جائے گا
ماتم کی صدائیں آئیں گی، مولا علیؑ
جنت کی ہوائیں آئیں گی، مولا علیؑ
ہر شخص کہے گا علیؑ علیؑ، مولا علیؑ

زہراؑ کی شکستہ تربت پھر تعمیر کرائی جائے گی
آزادیٔ غم کی دنیا میں اک شمع جلائی جائے گی
نذرانہ لئے اشکوں کا وہاں پھر ساری خدائی جائے گی
اس قبر پہ ماتم ہوگا بپا، مولا علیؑ
روئیں گے وہاں سب اہلِ وفا، مولا علیؑ
آئے گی وہاں بھی یاد علیؑ، مولا علیؑ

دربار میں ہادیٔ برحقؑ کے فریاد کرے گی کرب و بلا
مولاؑ کو مرے بتلائے گی کیا آل نبیؐ کے ساتھ ہوا
وہ بہر گواہی لائے گی ہر ایک ثبوت جور و جفا
شبیرؑ کے دشمن لرزیں گے، مولا علیؑ
وہ جائے اماں کو ترسیں گے، مولا علیؑ
جب جلوہ کرے گی تیغِ علیؑ، مولا علیؑ

اِس رہبرِ حق کا اک لشکر آئے گا سروں سے باندھے کفن
وہ عرض کرے گا مولاؑ سے مل جائے جو اذنِ شاہؑ زمن
سودائے شہادت سر میں لئے اور دل میں لیے نصرت کی لگن
جاں آپ پہ وارنا چاہتے ہیں، مولا علیؑ
کفار کو مارنا چاہتے ہیں، مولا علیؑ
آمادہ ہیں شیدائے علیؑ، مولا علیؑ

عباسؑ تری حسرت کا لہو بہتا ہے ہماری آنکھوں سے
بے شیرؑ وہ تیرا زخمِ گلو سِتا ہے ہماری آنکھوں سے
طوفان عزائی اشکوں کا اٹھتا ہے ہماری آنکھوں سے
زینبؑ کی ردا کا ماتم ہے، مولاؑ علیؑ
تقدیسِ حیا کا ماتم ہے، مولاؑ علیؑ
اللہ رے صبر بنتِ علیؑ، مولاؑ علیؑ
ہم طوق و سلاسل میں جکڑے بیمار کا ماتم کرتے ہیں
اکبرؑ کا کلیجہ دیکھتے ہیں آزار کا ماتم کرتے ہیں
ہم کرب و بلا میں کعبے کے معمار کا ماتم کرتے ہیں
نذرانہ سروں کا دیں گے ابد، مولا علیؑ
شبیرؑ کا بدلہ لیں گے ابد، مولا علیؑ
مرجائیں گے لے کر نامِ علیؑ، مولا علیؑ

اللہ راضی ہے مظلوموں سے

شاعر: پروفیسر حسن اکبر کمال

اللہ راضی ہے مظلوموں سے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

یہ جنگ ہے حق اور باطل کی یہ بازی جان کی بازی ہے

اللہ راضی ہے مظلوموں سے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

جو دین بچانے والے تھے جو جان لٹانے والے تھے

مولاؑ جو سرِ نیزہ پر بھی قرآن سنانے والے تھے

یہ بازی جان کی بازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

جو راہِ خدا کے راہی تھے صحرا میں پیاسے سپاہی تھے

ایمان سہارا تھا جن کا ہر فرد ستارہ تھا جن کا

یہ بازی جان کی بازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

شبیرؑ نے اصغرؑ وار دیا اکبرؑ سا لال گنوایا تھا

مقتل سے اٹھا کے چادر میں قاسمؑ کے ٹکڑے لایا تھا

یہ بازی جان کی بازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

زخموں سے سجا ہے جس کا بدن ہر تیرِ ستم ہے جس پہ چلا

ہے جس کی زباں پر شکرِ خدا سجدے میں کٹا ہے جس کا گلا

شبیرؑ تو ایسا نمازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

پانی لانے کو شیرِ علیؑ مشکیزہ لیے دریا پہ گیا
تیر آ کے لگے مشکیزے میں مولاؑ پہ ستم یہ کیسا ہوا
وہ ہو کے شہید جو غازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

زینبؑ کا تڑپ اٹھتا تھا دل جب ننھی سکینہؑ روتی تھی
زندان کی خاک پہ ہے بےکل سینے پہ جو باپ کے سوتی تھی
یہ بازی جان کی بازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

خطبہ جو سرِ دربار دیا زینبؑ نے علیؑ کے لہجے میں
الفاظ تھے یا وہ تیغِ علیؑ دربار تھا سارا سکتے میں
یہ بازی جان کی بازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

مقتل کی طرف ہم بھی ہیں رواں لبیک حسینؑ زباں پر ہے
خونِ مظلوم سے عہدِ وفا لازم ہر پیر و جواں پر ہے
یہ بازی جان کی بازی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

اللہ و نبیؐ کے پیاروں پر ڈھایا امت نے ستم ایسا
دنیا میں کمالؔ اس سے بڑھ کے تا حشر نہ ہوگا غم ایسا
رب اہلِ وفا سے راضی ہے اللہ راضی ہے مظلوموں سے

بس ایک بار

شاعر: قمر حسنین

اے وقت کے حسینؑ بس آجاؤ ایک بار
ہو جائے ختم فاطمہ زہراؑ کا انتظار

جلوہ کریں جہاں میں امامِؑ فلک وقار
چمکے افق پہ طور کے پھر نورِ کردگار
ہوجائے پورا تین سو تیرا کا اب شمار
صدیوں کے بعد ختم ہو مولاؑ کا انتظار
آئے نکل کے پردۂ غیبت سے ذوالفقار

غیبت کا پردہ ان کے اٹھانے کے بعد بھی
علم و عمل سے خود کو سجانے کے بعد بھی
مولاؑ کا ساتھ دینا ہے آنے کے بعد بھی
جانا نہیں چراغ بجھانے کے بعد بھی
ناصر ہیں کون کون یہ ہونا ہے پھر شمار

ہے مقصدِ حیات یہی خاص و عام کا
اَٹکا ہوا ہے سینے میں دم اِس غلام کا
پورا ہو خواب نصرتِ شاہؑ انام کا
بس ایک بار دیکھ لوں چہرہؑ امامؑ کا

صدیوں سے ہے امامِ زمانہؑ کا انتظار

بس ایک بار دینِ خدا کو بچایئے
بس ایک بار امن و اماں ساتھ لایئے
بس ایک بار پردۂ غیبت اٹھایئے
دادی کا روضہ کرتا ہے فریاد آیئے

پھر جنت البقیع میں آجائے گی بہار

سر کو جھکا کے کہتے ہیں عباسؑ نیک نام
لاشوں پہ لاشے دیکھ رہا ہے یہ تشنہ کام
کشتوں کے پشتے رن میں لگا دے گا یہ غلام
بس ایک بار اذنِ وغا دیجیئے امام

ارضِ و سما یہ دیکھیں ہمارا بھی اختیار

کہتے تھے شاہؑ آج بہت دل اداس ہے
کوثر ہے میرے پاس فرات اُن کے پاس ہے
پانی پلا دو بچّے کو بچّے کی آس ہے
چھ ماہ کے صغیر کو صدیوں کی پیاس ہے
پانی نہیں میں مانگوں گا اب تم سے بار بار

بابا اب اپنے زخم کو دھوتی نہیں ہوں میں
نوکِ مژہ پہ اشک پروتی نہیں ہوں میں
درّوں سے خوف آتا ہے روتی نہیں ہوں میں
راتوں کو نیند آتی ہے سوتی نہیں ہوں میں
زندان سے سکینہؑ کو لے جاؤ ایک بار

بازارِ شام میں ہے مصائب کی انتہا
پھپھیوں کے سر کھلے ہیں تو عابدؑ کا سر جھکا
ہوجائے طے یہ ساتویں در کا بھی مرحلہ
ناموسِ مصطفیؐ کو جو مل جائے اک ردا
رہ جائے باقی چادرِ تطہیر کا وقار

دیں پر عمل تمیزِ حلال و حرام ہو
جذبہ جہادِ حق کا زمانے میں عام ہو
عزمِ حسن ہو اور خمینیؒ کا کام ہو
بس ایک بار لشکرِ مہدیؑ میں نام ہو
پھر اس کے بعد مشکلیں آئیں قمؔر ہزار

شام کا بازار ہے

شاعر: سرفراز ابدؔ

شام کا بازار ہے شام کا بازار ہے
طوق ہے زنجیر ہے اور بے کس و لاچار ہے

آسماں لرزاں بجاں ہے تھرتھراتی ہے زمیں
سر شہیدوں کے سرِ نیزہ اٹھاتے ہیں لعیں
پا پیادہ سر برہنہ عترتِ اطہار ہے

ذرّیت ہے یہ نبیؐ کی یہ علیؑ کی بیٹیاں
یہ کنیزانِ خدا اسلام کی شہزادیاں
ظلم سہنا صبر کرنا ان کا ہی کردار ہے

چلچلاتی دھوپ سر پر آنکھ میں شکلِ حسینؑ
آنسوؤں سے کر رہی ہے اک بہن بھائی پہ بین
داغ سینے پر بہتر ہائے یہ نادار ہے

اک بھتیجا طوق و زنجیرو سلاسل کا اسیر
قید میں کفار کی دینِ محمد کا سفیر
استقامت میں جو ظاہر حیدرِؑ کرار ہے

ایک بچی باپ کے سینے سے ہے بچھڑی ہوئی
پیاس کی شدت سے جس کی سانس ہے اُکھڑی ہوئی
جس کی گردن میں رسن مرنے کو جو تیار ہے

سب تماشائی کھڑے ہیں قافلے کی راہ میں
مجلس و ماتم بپا ہے عالمِ ارواح میں
خاندانِ مصطفیؐ پر ظلم کی یلغار ہے

ہم صداقت کے امیں ہیں تب یہ زینبؑ نے کہا
یہ بھرے بازار میں ہے خاندانِ مصطفیؐ
جس کا سر نیزے پہ ہے جنت کا یہ سردار ہے

کربلا میں چھوڑ کے آئے ہیں ہم اپنے شہید
کر رہا تھا سبطِ احمدؐ سے طلب بیعت یزید
کل بھی تھا انکار ہم کو آج بھی انکار ہے
اے ابدؔ یہ واقعہ تحریر کرنا ہے محال
معنیِ اسلام کیا اسلام ہے زہرؑا کا لال
یہ حقیقت اہل باطل پر کھلے دشوار ہے

عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

شاعر: قمر حسنین

بے مقنع و چادر آلِ نبیؐ عباسؑ بہت یاد آتے ہیں
کھاتی ہے طمانچے جب بچی عباسؑ بہت یاد آتے ہیں
یہ شامِ غریباں کی غربت اب پیاس کا بھی احساس نہیں
پانی کی ضرورت ہے لیکن کہتی ہے سکینہؑ پیاس نہیں
دامن میں ہے اس کے آگ لگی عباسؑ بہت یاد آتے ہیں
زنجیروں کی آوازوں میں زینبؑ کب رات کو سوتی ہے۔
بچوں سے چھپا کر آنکھوں کو سجادؑ کے حال پہ روتی ہے
درّے جو لگاتا ہے کوئی عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

بابا کی محبت میں آخر ڈر ہے نہ سکینہؑ مرجائے
آنکھوں سے جتنے اشک گرے اتنے ہی طمانچے ہیں کھائے
جب دیکھتی ہے یہ بنتِ علیؑ عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

ہر گام پہ ہے صدیوں کا سفر آتی ہے صدا چادر چادر
سجادؑ فلک کو تکتے ہیں جب مارتے ہیں ظالم پتھر
امداد نہیں کرتا کوئی عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

کوفے اور شام کی گلیوں میں ہر مشکل کو سہ لیتے ہیں
کٹ جاتا ہے دل جب اہلِ عرب صدقے کی کھجوریں دیتے ہیں
روتا ہے بہت فرزندِ نبیؐ عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

کیا ڈھارس تھی کیا آس تھی یہ مشکل میں یہی اک نام لیا
درباروں میں بازاروں میں عباسؑ کو سب نے یاد کیا
جب پڑتی ہے افتاد نئی عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

بابا کا بریدہ سر دیکھا اور مرگئی زنداں میں بچی
یہ طوق و سلاسل زنجیریں تدفین کرے کیسے قیدی
میت ہے سکینہؑ کی رکھی عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

آتی ہے صدا پردے سے قمؔر میں ظلم مٹانے آؤں گا
عباسؑ کی حسرت کی خاطر تلوار علیؑ کی لاؤں گا
کہتے ہیں امام عصرؑ یہی عباسؑ بہت یاد آتے ہیں

حسینؑ والو! سنو

شاعر: قمؔر حسنین

حسینؑ والو سنو اے حسینؑ والو سنو
حسینؑ کہتے ہیں تم سے جدا نماز نہ ہو
حسینؑ والوں کی کوئی قضا نماز نہ ہو

پڑھو نماز تو تہذیبِ کربلا مانگو
خدا سے مقصدِ شبیرؑ سے وفا مانگو
جو حُر بناتی ہے وہ نعمتِ عزا مانگو
امام عصرؑ کے آنے کی تم دعا مانگو
دعا کو ہاتھ اٹھیں بے دعا نماز نہ ہو

بتارہے ہیں شہ دیں انتہائے نماز
سمجھ لیں سارے عزادار مدعائے نماز
عجیب حال ہے غفلت کرے برائے نماز
جو یاحسینؑ کہے اور بھول جائے نماز
یہ کیسے ہو کہ ہو فرشِ عزا نماز نہ ہو

حسینیوں کے عقائد میں اشتباہ نہیں
عمل میں ان کے کبھی شرک کا گناہ نہیں
نماز و خمس کے منکر سے رسم و راہ نہیں
خدا کا گھر ہے یہ مسجد یہ قتل گاہ نہیں
رہے نہ دین اگر ارتقاء نماز نہ ہو

وضو صغیرؑ کے خوں سے کیا ہے شہؑ نے یہاں
قیام کرتے ہیں لاشے اٹھا کے شاہؑ زماں
رکوع سینۂ اکبرؑ سے کھینچنا ہے سناں
گلے پہ سجدۂ آخر میں ایک چُھری ہے رواں
حسینؑ جیسی کسی سے ادا نماز نہ ہو

زمین پہ عصر کے ہنگام آئے ابنِ علیؑ
بچھی زمیں پہ تھی جائے نماز تیروں کی
لہو میں ڈوبی ہوئی خاک پر جبیں رکھی
نمازِ عصر کو مولاؑ نے زندگی دے دی
میں مر بھی جاؤں تو لیکن قضا نماز نہ ہو

دلِ حسینؑ میں ہے زخمِ سینۂ اکبرؑ
ملالِ فرقتِ غازیؑ نے توڑ دی ہے کمر
ابھی تو تازہ ہے اصغرؑ کا خون چہرے پر
اس اہتمام سے سجدے میں ہے حسینؑ کا سر
قمرؔ ہو تن سے جدا سر جدا نماز نہ ہو

یازینبؑ یازینبؑ

شاعر: قمرؔ حسنین

یازینبؑ یازینبؑ یازینبؑ یازینبؑ
قصر یزیدی تو نے ہے ڈھایا یازینبؑ
کرب و بلا کو تو نے بچایا یازینبؑ

تو نے بظاہر دی ہے ذلت اے ظالم
خاک سے کم ہے تیری حکومت اے ظالم
دی ہے ہمیں اللہ نے عزت اے ظالم
آلِ نبیؐ نے سر نہ جھکایا یازینبؑ
خطبے سے ظالم تھرّایا یازینبؑ

عقل میں تیری حکمتِ خالق کیا آئے
تو ہے سمجھتا دام اجل ہے پھیلائے
گھیر کے تجھ کو کرب و بلا میں ہم لائے
تو نے جب خطبے میں بتایا یازینبؑ
ظالم یہ سن کر گھبرایا یازینبؑ

بنتِ علیؑ نے تیغِ زباں سے جب مارا
شام کی جنگ یزیدِ خود سر یوں ہارا
ظالم کو دربار میں جاکر للکارا
شام میں حق کا دیپ جلایا یازینبؑ
سوئی ہوئی دنیا کو جگایا یازینبؑ

رُخ سے سارے پردے اٹھائے خطبے نے
اندھوں کو بھی چہرے دکھائے خطبے نے
ظالم کو مارے ہیں طمانچے خطبے نے
نظروں سے ظالم کو گرایا یازینبؑ
شجرۂ فاسق تو نے بتایا یازینبؑ

صبر کی اِک بنیاد زمانے میں ڈالی
دستِ بیعت تا بہ قیامت ہے خالی
نامِ یزید اب حشر تلک ہے اِک گالی
اس نے کبھی پھر چین نہ پایا یازینبؑ
تیرے مقابل جو بھی آیا یازینبؑ

خونِ جگر سے تو نے ہے پالا عابدؑ کو
شامِ غریباں میں ہے سنبھالا عابدؑ کو
جلتے خیمے سے ہے نکالا عابدؑ کو
بارِ امامت تو نے اٹھایا یازینبؑ
نسلِ امامت کو ہے بچایا یازینبؑ

ظالم نے گو ظلم و ستم کی حد کردی
سر عریاں تھا چہرہ لال تھا دل زخمی
چھوٹے بڑے سب کے تھی گلے میں اک رسّی
حوصلہ تو نے اتنا دلایا یازینبؑ
بچی نے بھی سر نہ جھکایا یازینبؑ

جا کے کہا یہ قبر نبیؐ پر اے ناناؐ
پھینکے گئے تھے ہم پر پتھر اے ناناؐ
نیل رسن کے ہائے مقدر اے ناناؐ
کوفہ و شام میں ہم کو پھرایا یازینبؑ
نوحہ یہ ناناؐ کو سنایا یازینبؑ

نوحہ قمؔر کے دل نے لکھا ہے ماتم سے
ظاہر حق زینبؑ نے کیا ہے ماتم سے
قصرِ یزیدی گونج رہا ہے ماتم سے
شب میں چراغِ صبر جلایا یازینبؑ
فرش عزا کا تو نے بچھایا یازینبؑ

یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

تاریخ کربلا ہے، صدا یاحسینؑ کی
ہر درد کی دوا ہے، صدا یاحسینؑ کی
باطل کو اک سزا ہے، صدا یاحسینؑ کی
کیوں آج ناروا ہے، صدا یاحسینؑ کی
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

پھر آج ظلمتوں میں بپا ہے یہ شور و شین
یہ نام کیوں ہے اہلِ عقیدت کی زیب و زین
باطل یہ چاہتا ہے کہ حق کو ملے نہ چین
کوئی بھی اہلِ درد پکارے نہ یاحسینؑ
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

اک کربلا ہے آج بھی سینوں کے درمیاں
رکتے نہیں ہیں مجلس و ماتم کے کارواں
کتنی اذیتیں ہیں مگر ہر طرف یہاں
اب بھی حسینیت کا مخالف ہے یہ جہاں
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

ظالم یہ چاہتے ہیں نہ یہ غم کرے کوئی
دامن نہ آنسوؤں سے کبھی نم کرے کوئی
گھر گھر میں مجلسیں ہوں نہ ماتم کرے کوئی
دل سوگوار ہوں نہ محرّم کرے کوئی
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

اب بھی یزیدیت ہے جو آمادۂ جفا
ہر موڑ پر کُھلا ہے عداوت کا سلسلہ
جو اہلِ حق ہیں ان کو ستاتے ہیں اشقیا
جو بھی حسینؑ کا ہے اسی پر ہے ابتلا
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

قرآن کا سفر ہے وفاداریٔ حسینؑ
ہر دور میں رہے گی یہ سرداریٔ حسینؑ
سالارِ کارواں ہے یہ سالاریٔ حسینؑ
روکے گا ہر یزید عزاداریٔ حسینؑ
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

ہوگی نہ کم جلوسِ حسینی کی زیب و زین
لکھیں گے ہم علم کے پھریرے پہ یاحسینؑ
سن کر یہ اسمِ پاک نہیں ظالموں کو چین
ان سے نہ مٹ سکے گا غمِ شاہِ مشرقین
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

وہ عاشقِ حسینؑ وہ اصحاب باوقار
ان کے دلوں میں صبر کی طاقت ہے یادگار
اے کربلا یہی ہیں محمدؐ کے جاں نثار
ان پر ہے ظلم اہلِ عداوت کا بے شمار
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

بچے کھڑے ہیں ساتھ سکینہؑ کے بے نوا
اک شورِ العطش درِ خیمہ پہ ہے بپا
یہ ہے مگر حسینؑ کے بچوں کا حوصلہ
کوزوں میں ایک بوند بھی پانی نہیں تو کیا
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

عاشور کی وہ شام بھرا گھر بچا نہیں
اس شامِ سوگوار میں کیا کیا جلا نہیں
بے آسرا حرم ہیں کوئی آسرا نہیں
کتنی ہے بے بسی کہ سروں پر ردا نہیں
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

مارے گئے حسینؑ کے سارے وہ گلبدن
سوئے ہیں گہری نیند جوانانِ بے کفن
ٹھہرے اسیر زینبؑ و سجادؑ بے وطن
پاؤں میں بیڑیاں ہیں تو ہاتھوں میں ہے رسن
لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

ہم کو ملی حسینؑ سے یہ زندگی ہلالؔ
لیکن یزیدیت بھی ہے آمادۂ قتال
اک یہ بھی کربلا ہے کہ جینا ہوا وبال
اس کربلا میں جان بھی جائے تو کیا ملال

لیکن تمام ظلم و شقاوت کے باوجود
ہم یاحسینؑ یاحسینؑ کرتے رہیں گے

نوحہ جات سال2009

سپاہِ مہدی(عج) سپاہِ مہدی(عج)

شاعر: قمر حسنین

کعبہ سے اٹھی صدا وقتِ ظہور آ گیا
آؤ چلیں کربلا سپاہِ مہدی(عج) سپاہِ مہدی(عج)
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد یارانِ امام خوش آمد
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد یارانِ امام خوش آمد

ناصرانِ با وفا آ گئے ایران سے
چھوڑ کے گھر کو چلے لوگ ہندوستان سے
فتح و نصرت کے لئے نکلے ہیں لبنان سے
حوصلہ کر کے چلیں ہیں ہم بھی پاکستان سے
بن گئی فوج خدا آؤ چلیں کربلا

نصرتِ حق کو چلا ماتمی یہ قافلہ
علم و عمل مل گئے عزم حسینیؑ ملا
چل پڑے اہلِ عزا پرچمِ غازیؑ کُھلا
کامیابی کی دعا دے رہی ہیں فاطمہؑ
ناصرانِ با وفا آؤ چلیں کربلا

خونِ شہیدانِ حق دین کی ہے زیب و زین
منتظرِ وقت ہیں فاطمہؑ کے نورِ عین
دو جہاں کی سلطنت دیں گے شہِؑ مشرقین
حوصلہ دیں گے ہمیں اب بھی ہیں زندہ حسینؑ
ہم بھی پائیں گے بقا آؤ چلیں کربلا

راہِ کے بھٹکوں کو ہم پیار سے سمجھائیں گے
امن و امان کا نشاں ہر جگہ لہرائیں گے
صبرو رضا کا سبق دہر میں پھیلائیں گے
جتنے دہشت گرد ہیں آپ ہی مرجائیں گے
مل رہا ہے حوصلہ آؤ چلیں کربلا

ہوگیا مغلوب دین چھا گئی ہے شیطنت
حد سے آگے بڑھ گئی ظالموں کی سلطنت
عزم حسینیؑ لئے جب بڑھے گی معرفت
جیتے گا دینِ خدا ہارے گی صیہونیت
ختم ہو یہ سلسلہ آؤ چلیں کربلا

سارے مسلماں ہوں ایک حق سے ناطہ جوڑ دو
علم و عمل ساتھ لو سب کو پیچھے چھوڑ دو
ماتمِ شبیرؑ سے موت کا رُخ موڑ دو
روکتے ہوں جو عزا ہاتھ ایسے توڑ دو
ظلم کو کرنے فنا آؤ چلیں کربلا

عالمِ غربت ہے یہ کوئی بھی یاور نہیں
دشت میں تنہا ہیں شہؑ کوئی بھی لشکر نہیں
حُرِّ دلاور نہیں ساتھ برادر نہیں
عونؑ و محمدؑ نہیں قاسمؑ و اکبرؑ نہیں
شاہؑ نے دی ہے صدا آؤ چلیں کربلا

سینۂ اکبرؑ میں ہے ایک نیزہ آج بھی
کربلا کی خاک پر ایک لاشہ آج بھی
گردنِ اصغرؑ کا ہے زخم تازہ آج بھی
جھولتا ہے آگ میں ایک جھولا آج بھی
مائیں ہیں محوِ دعا آؤ چلیں کربلا

جتنا بھی روئیں قمر کہتا ہے دل کم ہے یہ
سوگ ہے عاشور کا شام کا ماتم ہے یہ
کب ملے منزل ہمیں قیدیوں کا غم ہے یہ
مادرِ شبیرؑ کے زخم کا مرہم ہے یہ
مل کے سب اہلِ عزا آؤ چلیں کربلا

معصومہؑ قم فاطمہؑ

شاعر: سرفراز ابد

السلام اے خواہرِ والئ طوس
السلام اے ملکۂ اہلِ نفوس
السلام اے حرمتِ اہلِ عجم
السلام اے نورِ تقدیسِ حرم
پاسبانِ وادئ قم پر سلام
طوس کی تم فاطمہؑ تم پر سلام
بھائی کی الفت کی ماری پر سلام
صد سلام اس غم گساری پر سلام

آپ کے روضے پہ حاضر ہو گیا یہ قافلہ
سب کنیزیں آپ کی ہیں سارے خدامِ وفا
سب محب آلِ احمدؐ غم گسارِ کربلا
ہوگئی ہم کو زیارت آپ کی شکرِ خدا

روضۂ اقدس پہ لے آیا ہمیں حکمِ امامؑ
آپ کی خدمت میں بی بیؑ پیش کرتے ہیں سلام
ہم عزادارِ حسینؑ آپ کے ادنیٰ غلام
سب کے دامن میں مرادیں سب کے لب پر ہے دعا

ہم تو آئے ہیں یہاں ماتم گزاری کے لیے
کربلا والوں کے غم میں آہ و زاری کے لیے
سینہ کوبی کے لیے اور اشک باری کے لیے
پرسۂ شبیرؑ دینے آئے ہیں اہلِ عزا

لیجئے اکبرؑ کا پرسہ وہ جو تھا لیلیٰ کا لال
وہ شبیہہ مصطفیؐ وہ پیکرِ یوسف جمال
ہائے ایسے نوجواں کا یہ ہوا مقتل میں حال
جیسے ہی برچھی کھنچی باہر کلیجہ آ گیا

چوم کر عباسؑ کے شانوں کو کہتے تھے امامؑ
یہ مرے بازو ہیں بھائی آئیں گے جو میرے کام
سر جھکا کر بولے غازیؑ آپ آقاؑ میں غلامؑ
میں اتاروں گا انہی شانوں سے صدقہ آپؑ کا

ہم ہیں فریادی امامؑ وقت کا ہے انتظار
ان کے منصب پر یہاں بیٹھے ہیں جھوٹے دعویدار
جب وہ آئیں گے تب ہی دنیا کو آئے گا قرار
اب تو باطل کا ابد ہوگا اُسی دن فیصلہ

فریاد سکینہؑ کی

شاعر: حسن اکبر کمالؔ

فریاد سکینہؑ کی فریاد سکینہؑ کی
زنداں کے اندھیرے سے اب بھی یہ صدا آتی ہے
بابا بابا آجاؤ مرے بابا

کوئی حل میری اس مشکل کا نہیں
مجھے گھر کا رستہ ملتا نہیں
کم ہوتا درد بھی دل کا نہیں
مجھے ساتھ اپنے لے جاؤ
آجاؤ میرے بابا فریاد سکینہؑ کی

پانی لانے جو گئے چاچا
دریا کے کنارے علم گرا
دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا میرا
واپس چاچا تو نہیں آیا
آجاؤ مرے بابا فریاد سکینہؑ کی

میرا اصغرؑ جو ماں جایا تھا
حُرمل کا تیر جو کھایا تھا
اِک پھول تھا جو مُرجھایا تھا
میں نے ننھا چاند گنوایا تھا
آجاؤ مرے بابا فریاد سکینہؑ کی

صحرا میں خیمے جلتے تھے
اور تیر ستم کے چلتے تھے
بچّے روتے تھے مچلتے تھے
تھا منظر جیسے قیامت کا
آجاؤ مرے بابا فریاد سکینہؑ کی

ظالم بے درد نے ہے چھینی
چادر پھوپھی امّاں زینبؑ کی
میں کھا کے طمانچے روئی تھی
بابا چاچا نہ تو بھائی رہا
آجاؤ مرے بابا فریاد سکینہؑ کی

ہمدرد ہمارا کوئی کہاں
دشمن لگتا ہے سارا جہاں
بابا سے جدا بے بس ہوں یہاں
تجھے کون سنائے حال مرا
آجاؤ مرے بابا فریاد سکینہؑ کی

نوحہ یہ الگ ہے نوحوں سے
لکھا جو کمالؔ نے اشکوں سے
غم ظاہر ہے ان لفظوں سے
ہمیں یاد ہے بین سکینہؑ کا
آجاؤ مرے بابا فریاد سکینہؑ کی

یا ربِّ یا ربِّ یا ربِّ

شاعر: سرفراز ابدؔ

یارب غم شبیرؑ کا اعجاز دکھادے
اس غم میں جو تاثیر ہے دنیا کو بتادے
گردوں سے اتر آئیں میری آنکھوں میں بادل
اشکِ غمِ شبیرؑ بھریں پیاسوں کی چھاگل
ناواقفِ تہذیب عزا دنیا ہے جنگل
پھر سے ہو اذانِ علی اکبرؑ سرِ مقتل
جو حق کے طلبگار ہیں حُر ان کو بنادے

تاثیر ہو ظاہر وہ غمِ شہؑ کی فغاں میں
آہوں سے جلیں کفر کے ایوان جہاں میں
باقی نہ رہے تیرِ ستم کوئی کماں میں
ہو عدل کی میزان صداقت کی اماں میں
آثارِ یزیدی کا ہر اِک نقش مٹا دے

ڈھل جائے غمِ آل میں یہ عالم امکاں
بن جائے ہر اِک اشکِ عزا درد کا قرآں
پروان چڑھے ماتمِ شبیرؑ میں ایماں
ہر دل یہ کہے کرب و بلا حق کی ہے پہچاں
اصغرؑ کا لہو سرخیِ اسلام بنا دے

ہر سانس بسر ہو مری شبیرؑ کے غم میں
اشکوں کے دیے جلتے رہیں دیدۂ نم میں
ماتم کی صدائیں نہ ہوں کم دل کے حرم میں
تصویرِ عطش آئے نظر مشک و علم میں
مجھ کو غمِ شبیرؑ طلب سے بھی سوا دے

کس دل سے کہوں حسرتِ غازیؑ کی کہانی
جب تیر لگا مشک چھدی بہہ گیا پانی
پھر دل کے لئے پھانس تھی دریا کی روانی
تڑپاتا ہے غازیؑ کو غمِ تشنہ دہانی
للّٰہ سکینہؑ کی کوئی پیاس بجھا دے

وہ زینبِؑ دلگیر وہ زہراؑ کی کمائی
وہ صبر کا شہکار وہ تطہیر کی جائی
بے مقنع و چادر بھرے دربار میں آئی
فریاد ہے فریاد دُہائی ہے دُہائی
اس منظرِ پر درد کو دل کیسے بھلا دے

وہ راہِ دمشق اور وہ زنجیر کی جھنکار
تھی تخت نشیں کے لئے اک قیدی کی للکار
جب تیغِ زباں اُس کی چلی بر سرِ دربار
بے وقت اذاں دینے لگے ظالم و مکّار
تھا خوف کہ بیمارؑ حکومت نہ گرا دے

مختار کا لوٹ آئے خدایا وہ زمانہ
باطل کو نہ دنیا میں ملے کوئی ٹھکانہ
ہوجائے اگر حضرتِ حجتؑ کا بھی آنا
آسانی سے ہو قاتلِ شبیرؑ نشانہ
فوراً وہ چلے آئیں ابدؔ ایسی صدا دے

زینبؑ قافلہ لے کر چلی

شاعر: قمر حسنین

زینبؑ زینبؑ قافلہ لے کر چلی
زینبؑ زینبؑ قافلہ لے کر چلی

سر جھکائے خالقِ کُل کی رضا لے کر چلی
بے سر و ساماں سرِ شاہِ ہدیٰ لے کر چلی
تشنہ لب صحراؤں میں اشکِ عزا لے کر چلی
سسکیاں لیتی دعائے فاطمہؑ لے کر چلی

جا رہی ہے بے کفن بھائی کا لاشہ چھوڑ کر
لاشۂ عباسؑ کو ساحل پہ تنہا چھوڑ کر
آگ میں جلتا علی اصغرؑ کا جھولا چھوڑ کر
سر جھکائے خالقِ کُل کی رضا لے کر چلی

نوک نیزہ کی طرف اِسکا اشارہ کہہ گیا
میرے بھائی کا لہو تپتی زمیں پر بہہ گیا
یہ وہ سر ہے جسم جس کا کربلا میں رہ گیا
بے سر و ساماں سرِ شاہِؑ ہدیٰ لے کر چلی

ایک ہی رسی میں تھے باندھے ہوئے سب کے گلو
ننھے بچے تھے طمانچوں کے نشاں سے سرخرو
کان سے بالی سکینہؑ کے ٹپکتا تھا لہو
ابتداء سے ہی غموں کی انتہا لے کر چلی

دونوں جانب قافلے کے مجمعِ اغیار تھا
سات سو کرسی نشیں تھے شام کا بازار تھا
بابِ ساعت پر ٹھہرنا کس قدر دشوار تھا
جب علیؑ آئے مدد کو حوصلہ لے کر چلی

تھے تماشے کو جہاں پیرو جواں ٹھہرے ہوئے
خوف سے بچوں کے تھے اشکِ رواں ٹھہرے ہوئے
صبر سے زینبؑ کے تھے کون و مکاں ٹھہرے ہوئے
بے ردا سر پر دعاؤں کی ردا لے کر چلی

حق کا کلمہ کہہ رہی ہے ظلم کے دربار میں
حوصلہ کتنا ہے دیکھو زینبؑ لاچار میں
کربلا لے آئی ہیں یہ شام کے بازار میں
شام میں کرب و بلا کا آئینہ لے کر چلی

بے عماری اونٹ پر ملتا نہیں ہے دل کو چین
آنکھ میں بچوں کے لاشے لب پہ ہے ہائے حسینؑ
سن رہی ہے مستقل یہ فاطمہ زہراؑ کے بین
تشنہ لب صحراؤں میں اشکِ عزا لے کر چلی

یا علیؑ کہہ کر وفا کے عزم کو محکم کیا
آنسوؤں سے فاطمہؑ کے زخم کا مرہم کیا
اے قمرؔ زینبؑ نے یوں شبیرؑ کا ماتم کیا
شام کے زندان میں فرشِ عزا لے کر چلی

مگر نماز کے ساتھ

شاعر: حسن اکبر کمالؔ

ہماری یاد مناؤ مگر نماز کے ساتھ
تمہیں حسینؑ صدا دے رہے ہیں مقتل سے
عزا کا فرش بچھاؤ مگر نماز کے ساتھ

شہیدِ سجدہ علیؑ ہیں یہ ہے علیؑ کا مقام
پیامِ آلِ محمدؐ نماز کا ہے قیام
مسافرِ نجف و کربلا و مشہد و شام
سلام کرنے کو جاؤ مگر نماز کے ساتھ

یہ غم نہ بھولو تمنائے سیدہؑ ہے یہی
ہے رسمِ زینبیؑ تلقینِ مرتضیٰؑ ہے یہی
سنو کہ ورثۂ بیمارِ کربلا ہے یہی
جلوس آگے بڑھاؤ مگر نماز کے ساتھ

اثر ذرا بھی نہ مایوسیوں کا ہو دل پر
منافقوں کا اگرچہ کثیر ہو لشکر
تمہاری فتح کا ضامن ہے نعرۂ حیدرؑ
یہ نعرہ مل کے لگاؤ مگر نماز کے ساتھ

جو دشمنانِ خدا کر رہے تھے ظلم و ستم
بیان کرتے رہو داستانِ رنج و الم
خدا کو سجدہ کرو اور پھر کرو ماتم
عزا کا فرش بچھاؤ مگر نماز کے ساتھ

یہ حکمِ زہراؑ ہے پردے کا اہتمام کرو
حیا کے ہو جو منافی نہ ایسا کام کرو
اے مومنات عزاداری صبح و شام کرو
تم اشکِ غم تو بہاؤ مگر نماز کے ساتھ

علم بنا رہا تا مرگ ہمدمِ عباسؑ
نشاں تمہارا ابد تک ہے پرچمِ عباسؑ
تقاضہ کرتا ہے تم سے یہ ماتمِ عباسؑ
علم ضرور اٹھاؤ مگر نماز کے ساتھ

غمِ حسینؑ وہ غم جس کو آئے گا نہ زوال
ملے گا اشکِ عزا کو بتولؑ کا رومال
سلام و مرثیہ و نوحہ و قصیدہ کمالؔ
لکھو، سنو کہ سناؤ مگر نماز کے ساتھ

دیدار کرادو دیدار کرادو

شاعر: سرفراز ابدؔ

اے یوسفِ زہراؑ مجھے دیدار کرا دو
تڑپاؤ نہ اب پردۂ غیبت تو اٹھا دو

فرقت میں کڑے وقت گزرتے ہیں اب آجاؤ
ہر روز نئے فتنے ابھرتے ہیں اب آجاؤ
آنکھوں میں ہیں جو خواب بکھرتے ہیں اب آجاؤ
ہم تشنۂ دیدار ہیں جلوہ تو دکھا دو

اللہ کا یہ دین نہ بن جائے فسانہ
آیات کا مفہوم بدلتا ہے زمانہ
مومن بنے جاتے ہیں منافق کا نشانہ
اس عصر کی ہر مسجدِ **ضرّار** کو ڈھا دو

وہ تیغ کہ جو دستِ مشیت میں ڈھلی ہے
وہ تیغ کہ جو خیبر و خندق میں چلی ہے
جس تیغ کے قبضے پہ رقم نام علیؑ ہے
دنیا کو پھر اس تیغ کی جھنکار سنادو

بکتے ہیں یہاں درہم و دینار میں فتوے
اور منبر و محراب کے بھی ہوتے ہیں سودے
تہذیبِ عزا ہوگئی رسموں کے حوالے
بڑھتے ہوئے اِن آگ کے شعلوں کو بُجھا دو

اس تربتِ زہراؑ کی قسم جو ہوئی مِسمار
وہ بی بیؑ جو حق لینے گئی بر سرِ دربار
حق دینے سے حاکم نے کیا اس طرح انکار
اس مجرمِ زہراؑ کا تو انجام دکھا دو

شبیرؑ کی وہ لاڈلی وہ کشتۂ آزار
زنداں کی لحد میں جو ابھی تک ہے گرفتار
اُس بچی کا صدقہ ہو عطا اے مرے سرکار
دنیا سے ہر اِک نقشِ ستمگار مٹا دو

مضطر ہیں بہت شوقِ زیارت میں دِوانے
کب ہم کو یہ توفیق عطا ہوگی نجانے
کب جائیں گے ہم کرب و بلا رونے رُلانے
عباسؑ کے دربار سے اب اذن دِلا دو

عاصی و گنہگار ابد بھی ہے تمہارا
خدمت میں طلب کرلو اِسے آج خدارا
جینا تری فرقت میں نہیں ہوتا گوارا
لبیک کہے یہ بھی تم اِک بار صدا دو

ہماری ہر اِک ابتدا کربلا

شاعر: ڈاکٹر ہلال نقوی

سنو سوگوارانِ فرشِ عزا
تمہیں دے رہی ہے صدا کربلا
زمیں کربلا ہے فضا کربلا
جو دیکھو تو ہے جابجا کربلا
ہماری ہر اک ابتدا کربلا
ہماری ہر اک انتہا کربلا